فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۵۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جسم کو گودنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جسم کو گودنے سے مراد یہ ہے کہ جسم کے کسی حصہ میں سوئی یا کوئی نوک دار چیز چبھوئی جاتی ہے، پھر اس میں سرمہ یا کوئی رنگ بھر دیا جاتا ہے تا کہ جسم خوبصورت لگے۔ اس عمل کو ''وشم'' کہتے ہیں۔ یہ عمل کرنے والے اور کروانے والی دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

''نبی کریم ﷺ نے بال جوڑنے والی، بال جڑوانے والی، بدن گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5937، صحيح مسلم : 2124)

❀ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5347)

سوال: نماز وتر کا کیا حکم ہے؟

(جواب): وتر کا معنی طاق ہے، وتر اللہ وحدہ لاشریک کا محبوب عمل ہے، دیگر بہت سے اعمال میں بھی طاق عدد کو پسند کیا گیا ہے، جیسےپانچ نمازیں، وضو کے اعضا کو زیادہ سے زیادہ تین بار دھونا، طواف کعبہ کے سات چکر، صفا و مروہ کی سعی میں سات چکر، جمرات کو سات کنکریاں مارنا، تین ایام تشریق اور استنجا میں کم از کم تین پتھروں کا استعمال وغیرہ۔

شریعت نے ''وتر'' کے نام سے مستقل ''نماز'' مشروع قرار دی ہے۔ وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو تک مسنون ہیں۔ نبی ﷺ سفر و حضر میں وتر کا اہتمام فرماتے، اس سے وتر کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ : إِنَّ الْوِتْرَ سُنَّةٌ لِمَا أَنَّ كِتَابَ اللّٰهِ، وَالسُّنَنَ الْمُتَوَاتِرَةَ وَالْمَشْهُورَةَ مَا أَوْجَبَتْ زِيَادَةً عَلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ .

''تمام فقہا نے کہا ہے کہ وتر سنت ہے، کیونکہ قرآن کریم اور مشہور و متواتر سنت نے پانچ سے زائد نمازیں فرض نہیں کیں۔''

(بدائع الصّنائع في ترتيب الشّرائع :91/1)

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَالصَّلَاةِ، وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ، فَلَا تَدَعُوهُ .

''وتر فرض نہیں، بلکہ سنت ہے، البتہ آپ اسے چھوڑ یئے گا نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد :107/1، سنن الدّارمي : 1620، واللفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند ''صحیح'' قرار دی ہے۔

(اتّحاف الخِيَرة المَهرة : 1732)

② عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وتر کی بابت سوال کیا، تو فرمایا:

أَمْرٌ حَسَنٌ، عَمِلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَّعْدِهٖ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ .

''وتر اچھا عمل ہے، اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا، مسلمانوں نے بھی ادا کیا ہے، تاہم واجب نہیں۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :300/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1068) نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (300/1) نے بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

③ عبداللہ بن صنابحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ابو محمد نے کہا کہ وتر واجب ہے۔ اس پر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو محمد کو غلطی لگی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا، انہیں بروقت ادا کیا، رکوع وسجود اطمینان سے کیے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمائے گا اور ایسا نہ کرنے والے کے لئے کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے۔''

(مسند الإمام أحمد : 317/5، سنن أبي داوٗد : 425، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ جَيِّدٌ .

''اس کی سند حسن اور جید ہے۔''

(جامع المَسانيد والسّنن : 559/4، ح : 5763)

④ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ تراویح اور وتر پڑھائے، اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے۔ اُمید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے،لیکن صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے۔ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم مسجد میں اس لیے جمع ہوئے تھے کہ آپ تشریف لائیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے۔فرمایا:

إِنِّي خَشِيتُ أَوْ كَرِهْتُ أَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ .

''مجھے خدشہ ہوا کہ وتر فرض نہ ہو جائیں۔''

(صحيح ابن خزيمة : 1070، صحيح ابن حبّان : 2409، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَدُلُّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ وَقِيَامَ اللَّيْلِ غَيْرُ مَكْتُوبٍ فَرْضُهٗ عَلَى النَّاسِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ وتر اور قیام اللیل فرض نہیں۔'' (الأوسط : 168/5)

⑤ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد کی طرف سے ایک پراگندہ بال شخص آیا،ہمیں آواز کی گونج تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ نہ پائے کہ اس نے کہا کیا ہے۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور اسلام کے بارے میں سوال کرنے لگا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔اس نے کہا: ان کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے؟ فرمایا:

لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ .

''نہیں! البتہ نفل پڑھے جا سکتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 46، صحيح مسلم : 11)

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ بتا رہے ہیں کہ پانچ سے زائد جو نماز ہے، وہ نفل ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 136/2)

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سواری کا رخ جدھر بھی ہوتا، نبی کریم ﷺ اس پر نفل ادا کر لیتے تھے، آپ ﷺ سواری پر وتر تو پڑھ لیتے تھے، فرض نہیں۔''

(صحيح البخاري : 1098، صحيح مسلم : 39/700)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ تَطَوُّعٌ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَذَّ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَخَالَفَ السُّنَّةَ، فَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ .

''اس کی حدیث کے مطابق وتر نفل ہیں، وتر کو فرض وہی کہتا ہے، جس نے سنت کی مخالفت کرنی ہے اور اہل علم سے جدا رستہ اختیار کرنا ہے۔''

(الأوسط : 247/5)

⑦ مسلم مولی عبد قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

''آپ وتر کو سنت سمجھتے ہیں؟ کہا: سنت کا مطلب؟ نبی ﷺ نے پڑھے اور

مسلمان پڑھتے ہیں۔ کہنے لگے: میں آپ سے یہ نہیں پوچھ رہا، بلکہ یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وتر سنت ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عقل کام کرتی ہے؟ کہہ تو رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 295/2، 236/14، مسند الإمام أحمد : 29/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ایک علمی مزاح:

عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال ہوا، تو کہنے لگے: فرض ہے۔ پوچھا گیا: فرض نمازیں کتنی ہیں؟ جواب دیا: پانچ۔ وتر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کہا: فرض۔ تب سائل نے کہا: آپ تو حساب بھی نہیں جانتے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 135/2ـ 136، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ امام شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا وتر بھولنے والا کیا کرے؟ فرمایا:

لَا يَضُرُّهٗ، كَأَنَّمَا هُوَ فَرِيضَةٌ .

''کوئی بات نہیں، آپ تو اسے فرض سمجھے بیٹھے ہیں؟''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 295/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوالفضل صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُهٗ عَنِ الرَّجُلِ يَتْرُكُ الْوِتْرَ مُتَعَمِّدًا مَا عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ قَالَ أَبِي : هٰذَا رَجُلٌ سُوءٌ هُوَ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ .

''میں نے عرض کیا، جو شخص جان بوجھ کر وتر نہیں پڑھتا، اس کے بارے میں کیا

خیال ہے؟ ابا جان کہنے لگے: برا آدمی ہے، وتر تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی سنت ہے۔''

(مسائل الأمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح، نص ١٥٩)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں؛

اَلْوِتْرُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ أَصَرَّ عَلٰى تَرْكِهٖ فَإِنَّهٗ تُرَدُّ شَهَادَتُهٗ .

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وتر سنت مؤکدہ ہے۔ جو اس کے ترک پر اصرار کرے، اس کی گواہی قبول نہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 88/23)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت بیان کریں؛

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ؛ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا .

''تین بار فرمایا، وتر حق ہے، جو وتر نہیں پڑھتا، وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔''

(مسند أحمد: 357/5، سنن أبي داوٗد: 1419، المستدرك للحاكم: 305/1)

تاریخ بغداد (175/5) میں اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ کے الفاظ ہیں۔

(جواب): سند ''ضعیف'' ہے، عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب عتکی (حسن الحدیث) کی عبد اللہ بن بریدہ سے بیان کردہ روایات منکر ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَنْكَرَ حَدِيْثُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ وَّأَبِي الْمُنِيبِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ .

''حسین بن واقد اور ابومنیب کی روایت عبداللہ بن بریدہ سے حد درجہ منکر ہوتی ہے۔''

(العلل ومعرفة الرّجال : 497)

یہ بھی انہی منکر روایات سے ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ . ''اس نے بہت سی منکر روایات بیان کر رکھی ہیں۔''

(التّاريخ الكبير : 388/5)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الكامِل في ضعفاء الرّجال : 537/5)

حاصل یہ ہے کہ عبید اللہ بن عبداللہ ابومنیب کی جس روایت کو محدثین منکر قرار دیں گے، وہ ''ضعیف'' ہوگی۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ . ''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(العِلَل المتناهية في الأحاديث الواهية : 765)

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے وجوب وتر ثابت نہیں ہوتا۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اکثر محدثین کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دلانے اور وتر پر ابھارنے کے لئے کہا گیا، ہمارے طریقے پر نہیں، سے مراد ہے کہ جو وتر سے بے رغبتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ وجوب مراد نہیں۔''

(شرح السُّنّة : 103/4)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ.

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعمال میں ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے، جو آپ کے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1418، سنن التِّرمِذي : 455، سنن ابن ماجه : 1168)

جواب: اس روایت کی سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، عبداللہ بن ابو مرہ زوفی کا سیدنا خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِإِسْنَادِهِ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ.

''سند کے راویوں کا ایک دوسرے سے سماع نہیں۔''

(التّاريخ الكبير : 203/3)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادٌ مُّنْقَطِعٌ، وَمَتْنٌ بَّاطِلٌ.

''سند منقطع اور متن جھوٹا ہے۔'' (الثّقات : 45/5)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ . ''یہ روایت ثابت نہیں۔'' (ميزان الاعتدال : 501/2)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت بیان کریں؛

❁ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ وَأَهْلُ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ، فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ : مَا لِي أَرٰى أَهْلَ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : وَوَاجِبٌ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ : نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : زَادَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً وَّهِيَ الْوِتْرُ، وَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام آئے، تو انہیں معلوم ہوا کہ شامی وتر نہیں پڑھتے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اہل شام وتر نہیں پڑھتے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا وتر واجب ہے؟ کہا: جی ہاں! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے رب نے مجھ پر ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے، وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 242/5)

(جواب): سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① عبیداللہ بن زحر جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی، امام یعقوب بن سفیان فسوی، امام دارقطنی، امام ابوحاتم، امام عجلی، امام ابن حبان، امام ابن عدی رحمہم اللہ اور جمہور نے

''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام بخاری، امام ابو زرعہ رازی اور امام نسائی رحمہم اللہ کی تعدیل جمہور کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

② عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی بھی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

③ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذًا .

''اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔'' (تنقيح التّحقيق :1/213)

سوال: ایک رکعت وتر پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک رکعت وتر ثابت ہے:

❀ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''امام شافعی رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں پوچھا کہ آدمی ایک وتر ایسے پڑھے کہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو، تو کیا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! جائز ہے، لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ دس رکعات پڑھ کر پھر ایک وتر پڑھوں۔ میں نے پوچھا: ایک وتر کی دلیل؟ فرمایا: سنت رسول اور آثارِ سلف۔''

(السّنن الصّغير للبَيهقي : 593، وسندهٗ حسنٌ)

وہ احادیث و آثار ملاحظہ فرمائیں؛

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، اللہ کے رسول! قیام اللیل کیا ہے؟ فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً، تُوتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى .

''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک وتر پڑھ لیں، وہ رکعت ساری نماز کو وتر بنا دے گی۔''

(صحيح البخاري : 990، صحيح مسلم : 749)

②　صحیح مسلم (749 / 158) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

''رات کے آخری حصے میں ایک وتر پڑھ لیں۔''

③　صحیح مسلم (752، 753) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

''رات کے آخری پہر ایک رکعت وتر ہے۔''

④　صحیح مسلم (749 / 159) کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ، فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ .

''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب آپ دیکھیں کہ صبح ہونے کو ہے، تو ایک وتر پڑھ لیں۔''

ایک وتر ساری نماز کو طاق بنا دے گا، مراد یہ ہے کہ وتر حقیقت میں آخری رکعت ہے، باقی نماز اسی کی وجہ سے وتر (طاق) ہو جاتی ہے۔

⑤　سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں ایک وتر ادا فرماتے۔ فارغ ہو جاتے، تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، مؤذن آتا۔ پھر آپ ﷺ ہلکی سی دو سنتیں ادا فرماتے۔''

(صحيح البخاري : 994، صحيح مسلم : 736، واللفظ لهٗ)

٦ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیام اللیل کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: قیام اللیل دو دو رکعت ہیں، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک رکعت پڑھ لیں، وہ پہلی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔''

(حلية الأولياء لأبي نُعَيم : 196/8، وسندهٗ صحيحٌ)

٧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْوِتْرُ بِرَكْعَةٍ .

''رات کی نماز دو دو رکعتیں اور وتر ایک رکعت ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 257/2، وسندهٗ حسنٌ)

٨ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ .

''وتر حق ہے۔ پانچ پڑھیں، تین پڑھیں یا ایک پڑھیں۔''

(سنن النّسائي : 1712، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ روایت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع بھی مروی ہے، اس روایت کو موقوف بیان کرنا صحیح ہے، مرفوع خطا ہے، البتہ یہ روایت حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات

اجتہاد اور رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔

⑨ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وتر پڑھا۔''

(سنن الدّار قطني : 33/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وتر پڑھا۔''

(صحيح ابن حبّان : 2424، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے، غلام نے آکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعْهُ، فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3764)

⑫ صحیح بخاری (3765) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهٗ فَقِيهٌ . ''معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔''

⑬ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ،

فَقَالَ : أَصَابَ السُّنَّةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ ایک وتر سنت ہے، نیز فقیہ ہونے کی نشانی بھی ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے۔

❁ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ أَوْتَرُوْا بِوَاحِدَةٍ دُوْنَ تَقَدُّمِ نَفْلٍ قَبْلَهَا .

''صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے پہلے کوئی نفل پڑھے بغیر ایک وتر ادا کیا۔'' (التّعليق المُمَجّد : 119/1)

❁ علامہ سندھی رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

هٰذَا صَرِيْحٌ فِي جَوَازِ الْوِتْرِ بِوَاحِدَةٍ .

''یہ حدیث ایک وتر کے جواز پر صریح دلیل ہے۔''

(حاشية السّندي على النّسائي : 30/2)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

نَعَمْ، ثَابِتٌ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ بِلَا رَيْبٍ .

''ہاں! بلا شک وشبہ بعض صحابہ سے ایک وتر ثابت ہے۔''

(العرف الشذي : 12/2)

❁ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ (صرف تین وتر پڑھنا) مذہب امام صاحب کا ہے، ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے، دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں۔''

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص182)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قطعاً ثابت نہیں کہ انہوں نے ایک وتر کو ''ناجائز'' کہا ہو۔ جس روایت میں تین وتر کا ذکر ہے، اس سے ایک یا پانچ یا سات رکعت وتر کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

❁ مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

''وتر کی رکعت احادیثِ صحاح میں موجود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہما صحابہ کرام اس کے مقر اور مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ و احمد رحمہ اللہ کا وہ مذہب، پھر اس پر طعن کرنا ان سب پر طعن ہے، کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانہ؟'' (براہین قاطعہ، ص7)

اس کتاب پر مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کی تقریظ بھی ہے۔

سوال: کیا دعائے قنوت میں اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ...... پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: اس طرح کی دعا قنوت نازلہ میں پڑھنا ثابت ہے۔ قنوت وتر میں بھی یہ دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:

اللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ مَنْ يَّكْفُرُكَ .

''اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے، تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے، تیری اتباع کرتے اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں جو کافروں کو ملنے والا ہے۔ یا اللہ! تجھ سے مدد اور بخشش کے طالب ہیں، تیری ثنا بیان کرتے ہیں، تجھ پہ ایمان لاتے ہیں، کفر نہیں کرتے، تیرے اطاعت گزار ہیں اور تیرے منکر سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔''

(السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 201/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو حافظ بیہقی رحمہ اللہ اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 4/ 471) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے (شرح معاني الآثار :1/249) بسند صحیح نقل کیا ہے۔

سوال: با جماعت وتر میں امام قنوت اونچی آواز سے پڑھے گا یا آہستہ آواز سے؟

جواب: اونچی آواز سے، کیونکہ قنوت نازلہ اور قنوت وتر کا حکم ایک ہے۔ قنوت نازلہ میں اونچی آواز سے قنوت کی جاتی ہے۔

سوال: رمضان کے علاوہ وتروں کی جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: رمضان کے علاوہ کبھی کبھار وتروں کی جماعت کرائی جاسکتی ہے، البتہ اس

پر ہمیشگی نہیں کرنی چاہیے۔

❁ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا، فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي لَمْ أُوتِرْ، فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ، فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

''جس رات سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے کہ میرے وتر رہتے ہیں۔ہم نے ان کے پیچھے صف بنالی، انہوں نے ہمیں تین رکعتیں پڑھائیں اور سلام آخری رکعت کے بعد پھیرا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :293/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ، وَ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''سند درجۂ صحت کی انتہا پر ہے، راوی صحیح بخاری کے ہیں۔''

(نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار : 105/5)

سوال: فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے، تو اس کے لیے کسی بھی نماز میں قنوت نازلہ کی جاسکتی ہے، مثلاً عذاب، خوف اور وبا وغیرہ۔

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:......۔''

(السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 201/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: وتر پڑھے بغیر فجر طلوع ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب نیند سے بیدار ہو، اسی وقت وتر ادا کر لے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَّامَ عَنْ وِّتْرِہٖ أَوْ نَسِیَہٗ، فَلْیُصَلِّہٖ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَکَرَہٗ.

''وتر کے وقت آنکھ نہ کھلے یا وتر پڑھنا بھول جائیں، تو صبح یا جس وقت یاد آئے وتر ادا کر لیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 1431، سنن الدّار قطني : 21/2، ح : 1621، المستدرك للحاكم : 302/1، السّنن الکبرٰی للبَیهقي : 480/2، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (302/1) نے ''بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحکام : 1905)

❁ سیدنا اغر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہو گئی، لیکن میں وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: وتر تو رات کو ادا ہوتا ہے۔ دوبارہ عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہو گئی، لیکن وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: ابھی پڑھ لیں۔''

(المعجم الکبیر للطَّبَراني : 302/1، ح : 891، وسندہٗ حسنٌ)

❁ وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، صبح تک وتر ادا نہ کر پائے تو؟ فرمایا:

أَرَأَیْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَلَیْسَ کُنْتَ

تُصَلِّي؟ كَأَنَّهُ يَقُولُ : يُوتِرُ .

''کیا خیال ہے کہ اگر آپ سورج طلوع ہونے تک سوئے رہیں اور فجر ادا نہ کر سکیں، کیا پھر نماز نہیں پڑھیں گے؟ مطلب یہ تھا کہ طلوعِ فجر کے بعد وتر پڑھ سکتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آدمی سو جاتا ہے اور صبح کے وقت اٹھتا ہے، صبح کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھتا ہے، فرمایا:

لَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا. ''میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ سے پوچھا، ایک شخص سورج طلوع ہونے تک وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا:

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُوتِرَ . ''بہتر ہے کہ وتر پڑھ لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَوْتَرَ أَبِي، وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ .

''والد گرامی نے طلوعِ فجر کے بعد وتر پڑھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)